قرآن اور رویتِ ھلال کے احکام۔ حصہ دوئم

"قرآن اور سنت کے واضح احکامات کے مطابق مقامی رویتِ ھلال ہی مہینہ شروع کرنے کا واحد درست طریقہ ہے"

قرآن کی آیات 10:5 اور 36:39 مکے میں نازل ہوئیں۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اُس وقت کیلنڈر کا انتظام مکہ کے غیر مسلم عرب سرداروں کے ہاتھ میں تھا نیز مسلمان اس دور میں ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ لہذا یہ آیات کیلنڈر کی اصلاح کے لئے نازل نہیں ہوئیں تھیں۔ ان آیات کے الفاظ اور ان کا سیاق وسباق ہم پر یہ واضح کرتا ہے کہ یہ آیات اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے طور پر نازل کی گئیں تھیں کہ جو کلامِ برحق (قرآن) محمدؐ اہلِ مکہ کو سُنا رہے تھے، اس کا مصنف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ ان آیات میں چاند کے گھٹنے بڑھنے کے مدارج اور منازل سے متعلق وہ معلومات ہیں جو اس دور کا کوئی انسان نہیں جانتا تھا۔ لہذا یہ آیات اس بات کا ثبوت تھیں اور ہیں کہ قرآن انسان کا کلام نہیں ہے۔ مکہ میں سب سے بڑا مسئلہ یہی تھا کہ عرب اس بات کو قبول کرنے کو تیار نہیں تھے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لہذا مکے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیوں سے متعلق بہت ساری آیات نازل فرمائیں، یہ آیات انہی آیتوں میں سے ہیں۔ بہر حال، چونکہ ان آیات میں چاند کی منازل کی حقیقت اور اہمیت واضح کی گئی ہے اس لئے ان کا مطالعہ ہمارے لئے ضروری ہے تاکہ ہم کیلنڈر کے معاملے میں چاند کی منازل کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔

آیت 10:5 کی تفسیر:

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو اجیالا (Essential Light) بنایا اور چاند کو نور (Light Receiver & Transmitter) بنایا اور اسی نے چاند کی منازل (Sunlight-Struck Stages) ٹھیک ٹھیک مقرر کردیں، تاکہ تم ان کی مدد سے برسوں کا شمار اور دوسرے وقتوں کا حساب معلوم کر سکو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بغیر حکمت اور مقصد کے نہیں بنائے ہیں۔ وہ اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لئے جو سمجھنا چاہتے ہوں۔

نوٹ: جس طرح نبی اور رسول ہم معنیٰ الفاظ ہیں لیکن کہیں کہیں ان میں فرق کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ موسیٰؑ رسول تھے اور یحییٰؑ نبی تھے تو یہاں پر رسول اور نبی کے الفاظ مختلف معنیٰ رکھتے ہیں۔ اسی طرح اس آیت میں ضیاء اور نور کے الفاظ مختلف معنیٰ میں استعمال ہوئے ہیں۔ ضیاء سے مراد ذاتی، فطری (Personal, Essential) روشنی ہے جب کہ نور سے مراد وہ روشنی ہے جو کسی شے پر پڑے اور وہاں سے منعکس ہو۔

قرآن نے دوسری مکی آیات میں سورج کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کیے۔

سراجاً (آیت نمبر 25:61 اور 71:16) مطلب چراغ

سراجاً وھاجاً(آیت نمبر 78:13) مطلب بھڑک کر جلتا ہوا چراغ

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو "مصابیح" کہا، جس کا مطلب بھی چراغ ہے(آیت نمبر 41:12اور65:5)۔

اس نے ستاروں کو "بروج" بھی کہا جس کا مطلب خود کو ظاہر کرنے والی اشیاء ہے(آیت نمبر 15:16،25:62اور85:1) ۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہیں بھی چاند کو چراغ یا برج نہیں کہا، بلکہ اس نے چاند کو نوراً اور منیراً (آیت نمبر 10:5، 25:61اور 71:16) کہا ہے، جس کا مطلب ایک ایسی شے ہے جس پر روشنی پڑے اور وہ اُس روشنی کو منعکس کر دے۔

ان آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کے نزدیک چاند اور سورج ایک جیسی اشیاء نہیں ہیں۔ سورج اپنی روشنی خود پیدا کرتا ہے جبکہ چاند سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے۔

قرآن کے مفسرین نے منازل کا ترجمہ رکنے کی جگہ (Stations) ، محل (Mansions) اور چاند کے مدارج (Phases) کیا ہے۔ یہ الفاظ صحیح طور پر لفظ منازل کے مطلب اور پیغام کو واضح نہیں کرتے۔ منازل کا لفظ در حقیقت منزل کی جمع ہے۔ عربی زبان میں منزل ایک اسمِ ظرف (Noun of Place) ہے، جو عربی میں مَفعِل کے وزن پر ہے۔ اس وزن کی دوسری مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

واحد	جمع
مسجد	مساجِد
مشرق	مشارق
مغرب	مغارب
منزل	منازل

اس لفظ منزل کا مادہ (root) ۳ حروف ہیں۔ یعنی ن ز ل

اس کا مطلب ہے گرنا (fall)

نیچے اُترنا (descend)

عارضی قیام کرنا (lodge)

اگر سورج غروب ہو جائے اور اُس کی روشنی چاند کے چہرے(زمین کے جانب والا حصہ) پر اس طرح پڑے کہ روشنی سے متاثرہ حصہ ہمیں چمکتا ہوا نظر آئے تو چاند کا وہ روشن حصہ منزل کہلاتا ہے۔ اس کو پھر سمجھ لیجئے، جس طرح مسجد کا مطلب ہے سجدہ(عبادت) کرنے کی جگہ اور مغرب کا مطلب ہے غروب ہونے کی جگہ، اسی طرح منزل کا لفظی مطلب ہے نازل ہونے کی جگہ۔ لہذا چاند کے جس حصہ پر سورج کی روشنی نازل ہوتی ہے یعنی سورج کی روشنی پڑتی ہے وہ حصہ منزل کہلاتا ہے ۔

آیئے اب ہم اس آیت کا سادہ ترجمہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، تاہم اس کے مفہوم کے ساتھ یہ بات بھی نظر میں رہے کہ ساتویں صدی میں چاند کی منازل کے متعلق یہ معلومات سوائے اللہ تعالی کے کسی اور کے پاس نہیں تھیں ۔اُس وقت کے ماہرینِ فلکیات میں سے کسی کو یہ علم نہ تھا کہ چاند کی منازل سورج کی روشنی پڑنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔لہذا اس حقیقت کا اعلان اس بات کی صاف گواہی تھی اور ہے کہ یہ صرف ایک علیم وخبیر رب کا کلام ہے اور محمدؐ یا کسی دوسرے انسان کا لکھا ہوا نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے اس بات کو اپنی نشانی کے طور پر پیش کیا ہے۔

اب ہم آتے ہیں آیت کے الفاظ کی طرف۔یہ آیت بتاتی ہے کہ خدا نے سورج اور چاند کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ سورج کی اپنی روشنی ہے جبکہ چاند حاصل کی ہوئی روشنی کو ہم تک پہنچاتا ہے۔اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ چاند دراصل سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے ۔پھر یہ آیت بتاتی ہے کہ چاند کا روشن حصہ روز بروز ایک ترتیب سے بڑھتا اور گھٹتا ہے جس سے چاند کے روشن مدارج پیدا ہوتے ہیں۔اللہ تعالی نے ان روشن مدارج کی تشکیل اس مقصد سے کی ہے کہ انسان ان کی مدد سے باآسانی دنوں، مہینوں اور سالوں کا حساب کر سکے۔

یہ بات انسان کے مشاہدے میں ہمیشہ سے رہی ہے کہ ھلال نظر آنے کے بعد چاند کا روشن حصہ روزانہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک گول چاند بن جاتا ہے۔اس کے بعد یہ روشن حصہ دن بہ دن گھٹنا شروع ہوتا ہے حتیٰ کہ یہ بالکل غائب ہو جاتا ہے۔پھر مختصر مدت کے بعد ایک نیا ھلال نمودار ہو جاتا ہے۔قرآن ان چیزوں کو بیان نہیں کرتا جو انسان کے مشاہدے میں موجود ہوں لہذا یہ تفصیل مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالی نے بیان نہیں کی ہیں۔اس کو Implied (معلوم) کے طور پر چھوڑ دیا ہے، تاہم یہ آیت روشن مدارج پر زور دیتی ہے کہ یہی وہ مدارج ہیں جن کو اللہ تعالی نے تاریخ کے تعین کے لئے بنایا ہے۔

یعنی اسلامی مہینہ کسی غیر روشن مدرج (مدارج کی واحد) سے شروع نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً چاند کی پیدائش (Birth of Moon) جو انسان کو نظر نہ آنے والا مدرج ہے، اس سے مہینہ شروع کرنا قرآن کے لحاظ سے درست نہیں ہے۔اسی طرح چاند کی پیدائش کے بعد نئے چاند کی وہ تمام حالتیں جن میں وہ انسان کو نظر نہ آئے مہینہ شروع کرنے کے لئے استعمال نہیں کی جا سکتیں۔

ساتوں صدی میں لوگ یہ بات نہیں جانتے تھے کہ اگر چاند کے بہت ہی چھوٹے خطے پر سورج کی روشنی پڑے تو وہ ہمیں نظر نہیں آسکتا۔اس زمانے میں روشن ہونا اور نظر آنا ایک ہی بات سمجھی جاتی تھی۔لہذا آیت روشنی سے منور چاند کے حصوں (جو کہ منازل کا لفظی ترجمہ ہے) کے بجائے " روشنی سے منور اور قابل دید چاند کے مدارج" کو بیان کر رہی ہے۔یہ بات اس سے بھی عیاں ہے کہ آیت روشن مدارج ہی کو وقت کے تعین کا ذریعہ بتا رہی ہے۔اگر یہ روشن مدارج (منازل) مکے والوں کو نظر نہ آتے تو وہ ان کو وقت کے حساب کے لیے کس طرح استعمال کر سکتے تھے۔

پس اسلام میں ماہ کی تبدیلی کے لئے ضروری ہے کہ چاند کی پہلی منزل (نیا ھلال) کو آنکھوں سے دیکھا جائے اور یہ دیکھنا ننگی آنکھوں سے ہو اور دوربین سے نہ ہو، کیونکہ مکہ کے لوگوں کے پاس اُس وقت دوربین نہیں تھی۔

پھر یہ بات بھی ملحوظِ نظر رہے کہ مکہ کے لوگوں کے پاس کوئی ذریعہ نہیں تھا کہ وہ معلوم کر لیتے کہ آیا چاند انڈیا، مصر یا یمن میں نظر آیا کہ نہیں، بلکہ چاند مقامی آسمان میں ہی دیکھا جاتا تھا۔ لہذا اسلامی مہینے کے ۲۹ تاریخ کو مقامی رویتِ ہلال ہی لازم ہے۔ ورنہ ۳۰ دن مکمل کرنا ہوں گے۔

درج بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے چاند کی منازل (روشن اور نظر آنے والے مدارج) کو فطری حقائق (Facts of Nature) بتایا ہے یعنی یہ ہر دور میں مسلم (unaltered) رہے ہیں اور ہر دور میں مسلم رہیں گے اور دنیا کی کسی آبادی کے لیے یہ حقائق قیامت تک تبدیل نہیں ہونگے۔

ان فطری حقائق (Facts of Nature) کی روشنی میں آج بہت سے مسلمانوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ مکہ کا چاند ساری دنیا کے لئے ہوتا، اللہ تعالی پر یہ الزام لگانا ہے کہ نعوذ باللہ اُس نے اسلام کا کیلنڈر فطری حقائق (Facts of Nature) کے بجائے جھوٹ پر قائم کیا ہے۔

آیت نمبر 36:29 کی تفسیر:

وَآيَةٌ لَّهُمُ ... ﴿﴾ ... الْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿﴾ لَا

ترجمہ: اور ان لوگوں کے لیے ایک نشانی ہے... چاند، جس کی اس نے منازل (Light-struck stages) ٹھیک ٹھیک مقرر کی ہیں، حتیٰ کہ یہ چاند لوٹ آتا ہے (اس منزل پر جب وہ رہ جاتا ہے) کھجور کی ایک پرانی شاخ کی مانند۔

قرآن کا ایک وصف یہ ہے کہ جب وہ کسی مضمون کا ذکر دو مختلف مقامات پر کرتا ہے تو وہ ان مقامات پر قدرے مختلف زاویوں سے خطاب (Address) کرتا ہے۔ اس طریقہ تخاطب سے متعلقہ موضوع کے مختلف پہلو بہت نمایاں ہو جاتے ہیں اور انسان سے اگر ایک مقام پر سمجھنے میں کچھ چوک ہو جائے تو اس کا تدارک دوسرے مقام پر ہو سکتا ہے۔

چاند کی منازل سے متعلق سورۃ یونس، آیت نمبر ۵ میں یہ بات نمایاں کی گئی ہے کہ یہ چاند پر پڑنے والی سورج کی روشنی ہے جو ان منازل کہ تشکیل کرتی ہے۔

درجِ بالا آیت میں یہ بات نمایاں کی گئی ہے کہ چاند کی منازل میں بتدریج تبدیلی کے سبب چاند بالآخر کھجور کی ایک پرانی پتلی شاخ کی مانند نظر آتا ہے۔ آیت میں حَتَّىٰ کا لفظ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مہینے کے آخری ہفتے میں کھجور کی پتلی شاخ کی مانند نظر آنے والا ہلال چاند کی آخری منزل ہے۔ یعنی اس کے بعد چاند کے نظر نہ آنے والے مدارج شروع ہوتے ہیں جن کو قرآن منازل میں شامل نہیں کرتا۔ دوسرے لفظوں میں قرآن کے نزدیک چاند کی منزل کے لیے اس کا انسانوں کو نظر آنا ضروری ہے۔

آج کا جدید ذہن ہر شے جاننے والے خدا کے بیان کو مناسب طور پر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا اور سائنس کے علم سے اس قدر متاثر ہے کہ فوراً منازل کو سائنسی لٹریچر میں موجود تمام Lunar Phases (قمری مدارج) کے ہم معنی قرار دے دیتا ہے، حقیقت یہ ہے قرآن صرف

اور صرف "روشن نظر آنے والے مدارج" کو منازل کہتا ہے اور نظر نہ آنے والے مدارج (Invisible Phases) کو منازل میں شامل نہیں کرتا۔ نظر آنے والے اور نظر نہ آنے والے دونوں ہی قسم کے مدارج کو منازل میں شامل کر لینے کی غلطی کا ارتکاب کر لینے کے بعد گمراہی کا راستہ کھل جاتا ہے۔ کیونکہ پھر لوگ چاند کی کسی بھی حالت سے قمری مہینہ شروع کرنے کے لیے بے چین ہو جاتے ہیں۔ نظر نہ آنے والی کسی بھی حالت سے مہینہ شروع کرنا قرآن کی ہدایات کے خلاف ہے۔

چاند کی تمام منازل، بشمول پہلی منزل یعنی ھلال، کے لئے نظر آنے کی شرط کو اگر آیت کے نزول کے وقت کے حالات کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس کا واضح مطلب تھا:

۱۔ چاند کا آنکھوں سے نظر آنا، نہ کہ ریاضی کی آنکھ سے نظر آنا ۔ کیونکہ اہلِ مکہ چاند کو خود دیکھتے تھے اور حساب سے معلوم نہیں کرتے تھے۔
۲۔ چاند کا زمین پر سے نظر آنا، نہ کہ ہوائی جہاز میں بیٹھ کر، بادل کے اوپر سے دیکھنے پر نظر آنا ۔ کیونکہ اس وقت پوری دنیا میں کوئی ہوائی جہاز نہیں تھا۔
۳۔ چاند کا مقامی طور پر نظر آنا، نہ کہ مکہ کے لئے چاند کا مصر یا ہندوستان میں نظر آنا۔ کیونکہ اُس وقت دوسرے ممالک کی خبر معلوم کرنا ممکن نہ تھا۔
۴۔ چاند کا برہنہ آنکھوں (Naked eye) سے نظر آنا، نہ کہ دوربین سے نظر آنا۔ کیونکہ اس وقت کوئی دوربین نہیں تھی۔
۵۔ چاند دیکھنے والوں میں سے تمام یا اکثریت کو نظر آنا، نہ کہ ہزار دیکھنے والوں میں سے صرف ۲ افراد کو نظر آنا۔ چاند کی پہلی اور آخری منزل ایک ہی جیسی باریک ہوتی ہے۔ تاہم چونکہ آخری منزل کا چاند رات کی بھرپور تاریکی میں نمودار ہوتا ہے جبکہ پہلی منزل کا چاند شام کی دھند لکے (Twilight) میں نمودار ہوتا ہے اس لیے یہ ممکن ہے کہ یہ کچھ دیکھنے والوں کو نظر نہ آئے تاہم یہ دیکھنے والوں کی اکثریت کو نظر آجاتا ہے۔ یہی ۱۴۰۰ کی تاریخ ہے۔ یہ بھی انسان کا مستقل مشاہدہ ہے کہ دوسری سے ۲۷ ویں منازل کا چاند ہر دیکھنے والے کو نظر آجاتا ہے۔ آیت بھی تمام منازل، بشمول پہلی منزل یعنی ھلال، کو قابل دید قرار دے رہی ہے لہٰذا یہ دعوی کرنا کہ ھلال ہزار دیکھنے والوں میں سے یہ صرف دو کو نظر آتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (نعوذ باللہ) تمام منازل کے قابل دید ہونے سے متعلق انسان کو غلط اطلاع دی ہے۔ اگر پہلی منزل کی صورت واقعی اس حد تک استثنائی (unusual) ہوتی ہے تو پھر اللہ کو حق ظاہر کرنے والی ہستی کیونکہ تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ (نعوذ باللہ) بلکہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آدھا سچ اور آدھا جھوٹ بولتے ہیں، ثم نعوذ اباللہ۔

سورۃ یاسین کی آیت نمبر ۳۶ مندرجہ بالا باتوں کا بیان فطری دنیا (Natural World) کے حقائق کے طور پر کر رہی ہے، لہٰذا یہ فطری حقائق (Facts of Nature) آدم علیہ السلام کے وقت بھی یہی تھے اور محمدؐ کے زمانے میں بھی یہی تھے۔ آج بھی یہی ہیں، اور قیامت تک یہی رہیں گے۔ اور آج کے ایجاد کردہ معیارات (Standard) نہ صرف غیر ضروری ہیں بلکہ فطری حقائق (Natural Facts) اور اللہ کے فرمان (قرآن) دونوں کے خلاف ہیں۔

تحقیق و تفسیر

ڈاکٹر نواب احمد